

حمیدہ قطبؒ بھی چل بسیں!

عبدالغفار عزیز

نام نہاد عدالتی کارروائی کا ڈراما ختم ہوا اور عظیم مفسر قرآن سید قطب کو نا کردہ گناہ کے جرم میں پھانسی کی سزا سنائی گئی۔ سزا پر عمل درآمد بھی حتمی تھا، لیکن ظالم آخری لمحے بھی اپنے قدموں میں جھکانا اور اسلامی تحریک کے خلاف مزید سازشیں تیار کرنا چاہتے تھے۔ سید صاحب سے کہا گیا: ”اگر اعتراف جرم کر لو اور معافی مانگ لو تو یہ سارا عذاب انعامات میں بدل جائے گا۔“ مفسر قرآن نے دو ٹوک جواب دیا: ”میری جو انگلی ہر نماز میں اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہے وہ ایسا ایک حرف بھی لکھنے کو تیار نہیں جس سے ڈکٹیٹر کی حکمرانی تسلیم کرنے کا عندیہ ملتا ہو۔“ کہا گیا: ”تو پھر موت کے لیے تیار ہو جاؤ۔“ جواب ملا: ”الحمد للہ..... میں نے شہادت حاصل کرنے کے لیے ہی تو گذشتہ ۱۵ برس جدوجہد کی ہے۔“

جب کوئی دباؤ کارگر ہوتا دکھائی نہ دیا تو آخری ہتھکنڈے کے طور پر سید قطب کی چھوٹی ہمشیرہ حمیدہ قطب سے رابطہ کرنے کا سوچا گیا، جو خود بھی جیل میں عذاب جھیل رہی تھیں۔ آئیے اس کے بعد کی داستان خود حمیدہ قطب کی زبانی سنتے ہیں:

”فوجی جیل کے سربراہ حمزہ البسیونی نے مجھے اپنے دفتر بلایا اور پھانسی کا حکم نامہ اور اس پر صدر مملکت کی مہر تصدیق دکھاتے ہوئے کہا: ”اگر تمہارا بھائی حکومت کی بات مان لے تو یہ یقینی موت اب بھی ٹل سکتی ہے۔“ کچھ توقف کے بعد مزید کہا: ”تمہارے بھائی کی موت صرف تمہارے لیے نہیں، پورے مصر کے لیے بہت بڑا نقصان ہوگی۔ میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ہم چند گھنٹوں بعد اس جیسی شخصیت کھو دیں گے۔ ہم کسی بھی طرح، کسی بھی حیلے و سیلے سے تمہارے بھائی جیسی

عظیم ہستی کو بچانا چاہتے ہیں..... دیکھو اس کے چند الفاظ اسے یقینی موت سے بچا سکتے ہیں..... اور اسے یہ الفاظ لکھنے پر صرف اور صرف تم آمادہ کر سکتی ہو..... بنیادی طور پر مجھے یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے، لیکن میں جانتا ہوں کہ اسے تمہارے علاوہ کوئی دوسرا قائل نہیں کر سکتا..... بس چند الفاظ ہیں اور سارا معاملہ طے ہو جائے گا..... اسے صرف یہ لکھنا ہے کہ ”یہ تحریک (اخوان) کسی بیرونی طاقت سے منسلک تھی“۔ بس اتنا لکھنے سے بات ختم ہو جائے گی اور سید قطب کو خرابی صحت کی بنا پر رہا کر دیا جائے گا۔

میں نے جواب دیا: ”لیکن تم بھی جانتے ہو اور خود جمال عبدالناصر بھی جانتا ہے کہ اخوان کسی بیرونی طاقت سے وابستہ نہیں ہیں“۔

حمزہ البسیونی نے جواب دیا: ”بالکل، میں جانتا ہوں، بلکہ ہم سب جانتے ہیں کہ مصر میں صرف آپ لوگوں کی تحریک ہی ہے جو **خالصة لله** اپنے دین کی خاطر کوشاں ہے۔ آپ لوگ مصر کے بہترین لوگ ہیں، ہم تو بس سید قطب کو پھانسی سے بچانے کے لیے ان سے یہ لکھوانا چاہتے ہیں“۔
یہ کہتے ہوئے اور میری کسی بات کا انتظار کیے بغیر، وہ اپنے نائب صفوت الروبی سے مخاطب ہوا: ”صفوت! اسے اس کے بھائی کے پاس لے جاؤ“۔

میں بھائی جان کے پاس لے جائی گئی اور سلام دعا کے بعد ان لوگوں کا پیغام جوں کا توں پہنچا دیا۔ انھوں نے زبان سے کوئی لفظ ادا کیے بغیر نگاہیں میرے چہرے پر گاڑ دیں، جیسے پڑھنے کی کوشش کر رہے ہوں کہ کیا یہ صرف ان کا پیغام ہے یا میری رائے بھی اس میں شامل ہے۔ الحمد للہ! میں نگاہوں کے اشارے سے انھیں یہ بتانے میں کامیاب ہو گئی کہ یہ میری رائے نہیں، صرف ان کا پیغام ہے۔

اس پر بھائی جان گویا ہوئے: خدا کی قسم! اگر اس بات میں کوئی بھی صداقت ہوتی تو پوری روئے زمین پر کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو مجھے یہ بات لکھنے سے روک سکتی۔ لیکن آپ جانتی ہیں کہ یہ ہر اس ایک جھوٹا الزام ہے اور میں ہرگز..... ہرگز جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔

یہ جواب سن کر صفوت الروبی درمیان میں بولا: ”تو گویا یہ تمہارا حتمی فیصلہ ہے؟ سید صاحب نے جواب دیا: ”ہاں، بالکل“۔ صفوت یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ”اچھا ٹھیک

ہے..... پھر تمہاری مرضی“۔ قدرے توقف کے بعد کہا: ”چلو تم دونوں بہن بھائی تھوڑی دیر ملاقات کرو“۔

صفوت کے چلے جانے پر میں نے بھائی کو ساری بات بتائی کہ کس طرح انہوں نے پھانسی کا حکم نامہ دکھاتے ہوئے مجھے آپ کو قائل کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ بھائی نے پھر پوچھا: کیا تم بھی ان کی اس بات سے اتفاق کرتی ہو۔ میں نے جواب دہرایا: نہیں۔ بھائی جان کہنے لگے: ”زندگی کے فیصلے رب ذوالجلال کے ہاتھ میں ہیں۔ جو لوگ خود کو بھی کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے، وہ میری مہلت حیات میں کوئی ادنیٰ کمی بیشی نہیں کر سکتے۔ ہر شے اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اللہ نے ان ظالموں کو بھی گھیرے میں لے رکھا ہے۔

دونوں قیدی بہن بھائیوں کے درمیان یہ آخری ملاقات تھی۔ دونوں کی اس سے پہلی ملاقات بھی جیل ہی میں ہوئی تھی۔ اس کا ذکر مرحومہ زینب الغزالی نے اپنی کتاب رواداد قفس میں یوں کیا ہے۔ واضح رہے کہ زینب الغزالی اور حمیدہ قطب ایک ہی کوٹھڑی میں قید تھیں: ”سید قطب اور ان کے دو ساتھیوں کو پھانسی کی سزا سنائے جانے کے پانچ روز بعد ہماری کوٹھڑی کے دروازے پر اچانک دستک ہوئی، دروازہ کھلا تو سید قطب بھائی اندر آئے۔ ان کے ساتھ جیل کے دو اعلیٰ افسر ابراہیم اور صفوت الردی بھی تھے۔ ابراہیم تو انہیں ہمارے پاس چھوڑ کر چلا گیا لیکن صفوت وہیں رہا۔ ہم نے خیر مقدم کرتے ہوئے کہا: خوش آمدید۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ تشریف لائے، آج تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہوا۔ سید قطب بیٹھ گئے اور زندگی کی حقیقت اور موت کے مقررہ وقت کے بارے میں گفتگو کرنے لگے: ”موت و حیات کا فیصلہ صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے علاوہ کوئی طاقت اس میں مداخلت نہیں کر سکتی۔ ہم ہر صورت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے فیصلے تسلیم کرنے کے پابند ہیں۔ ہمیں صرف اسی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے“..... ان کی یہ گفتگوں کر صفوت غصے میں آ گیا اور بھناتے، بڑبڑاتے ہماری ملاقات ختم کروادی۔ امام قطب نے ایک نظر ہمیں دیکھا اور جاتے جاتے پھر دہرایا: ”ہمیں کسی صورت صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا“۔ بہن بھائیوں کے درمیان ہونے والی آخری ملاقات کی رات، ۲۹ اگست ۱۹۶۶ء کی صبح سید قطب کو پھانسی دے دی گئی۔

حمیدہ مجھے بہن بھائیوں میں سید صاحب کی سب سے چھوٹی بہن تھیں۔ ۱۹۳۷ء میں پیدا ہوئیں۔ تعلیم کے دوران ہی ان کی کئی ادبی کاوشیں بھی شائع ہوئیں۔ بھائی اخوان سے وابستہ ہوا تو باقی پورا خاندان بھی تحریک سے وابستہ ہو گیا۔ حمیدہ نے اخوان کے رسالے الاخوان المسلمون میں کئی تحریریں لکھیں۔ ان کی ایک کتاب رات کے جنگل میں سفر بھی شائع ہو چکی ہے۔

۱۹۵۳ء میں اخوان پر ابتلا کے پہاڑ توڑے گئے تو وہ زینب الغزالی اور دیگر خواتین کے ساتھ مل کر گرفتار شدگان کے اہل خانہ کی دیکھ بھال میں لگ گئیں۔ حمیدہ اپنے اسیر بھائی سید قطب اور اخوان کی قیادت کے مابین رابطے کا ذریعہ بھی بنیں۔ سید قطب کی شہرہ آفاق کتاب *معالم فی الطریقہ یعنی جاہد و منزلہ* کا مسودہ بھی انہی کے ذریعے جیل سے باہر آ سکا۔ سید قطب کی گرفتاری کے ان ۱۰ برسوں میں حمیدہ قطب نے ایک مخلص بہن اور مثالی کارکن کا فریضہ انجام دیا۔ دل کا شدید دورہ پڑنے پر سید قطب کو مئی ۱۹۶۳ء میں رہا کر دیا گیا لیکن ابھی تقریباً ایک سال ہی گزرا تھا کہ ۱۹۶۵ء میں انہیں پھر گرفتار کر لیا گیا۔ اس بار صرف انہیں ہی نہیں، حمیدہ کو بھی قید کر دیا گیا۔ جیل میں ان پر ناقابل بیان تشدد کیا گیا اور پھر ۱۰ سال قید با مشقت کی سزا سنائی گئی لیکن پھر چھ سال چار ماہ کی قید کے بعد ۱۹۷۲ء میں رہا کر دی گئیں۔ حمیدہ پر چار الزامات عائد کیے گئے: ● تم نے سید قطب اور زینب الغزالی کے مابین ہدایات اور معلومات کا تبادلہ کیا ● تم نے جادہ و منزل کا مسودہ جیل سے باہر منتقل کیا ● تم نے اخوان کے ذمہ داران یوسف ہواش اور علی عثماوی کے درمیان معلومات کا تبادلہ کیا ● تم نے ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۳ء تک اسیران تحریک کے خاندانوں کی مدد کی۔

سوے دار جانے والے بھائی کو کامل صبر و ثبات سے رخصت کرنے اور اس نازک موقع پر کسی طرح کی کمزوری کا اظہار نہ کرنے والی بہن نے ان سب الزامات کو قبول کیا اور بھائی کی شہادت کے بعد بھی پانچ سال سے زائد عرصہ جیل میں رہیں۔ گرفتاری کے وقت ان کی عمر ۲۹ برس تھی اور وہ ابھی غیر شادی شدہ تھیں۔

عظیم مفسر قرآن بھائی کی یہ عظیم مجاہد بہن ۱۳ جولائی ۲۰۱۲ء بروز جمعہ قید حیات سے بھی رہائی پا گئیں۔ یقیناً شہید بھائی نے جنت کی دہلیزوں پر استقبال کیا ہوگا۔ ع
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را